ازعدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 10 اگست 2000

ماروا ڑی کمار و دیگراں

بنام

بھگوان پوری گرو گنیش پوری و دیگر

[وی۔این۔ کھرے اور ایس۔این۔ واریاوا، جسٹس صاحبان]

شہادت ایکٹ، 1872-دفعہ 65(c)،(f)-ثانوی ثبوت-عوامی دستاویزات کی صورت میں جو گم ہو جاتے ہیں یا تباہ ہو جاتے ہیں-چاہے ثبوت کے طور پر قابل قبول ہو-قرار دیا گیا، ہاں۔

مجموعی ضابطہ دیوانی، 1908-اعلامیے کے لیے مقدمہ-اپیل گزاروں اور جواب دہندگان کے درمیان حتمی ہونا-اپیل گزاروں کے قبضے کے لیے اگلا مقدمہ-مخالفانہ کا دعوی کرنے والے جواب دہندگان-اعلامیے کے مقدمے میں ڈگری کے بعد اس حق کی کوئی استدعا منفی نہیں ہوئی-مقدمہ ٹرائل عدالت کے ذریعے منظور کیا گیا-اپیلٹ عدالت کے ذریعے اجازت دی گئی اپیل-اپیل گزار کی دوسری اپیل مسترد کر دی گئی-آیا جواب دہندگان منفی قبضے کا دعوی کر سکتے ہیں-قرار دیا گیا، نہیں۔

ماروا ڑی کمہار سماج سے تعلق رکھنے والے اپیل گزار ایک مندر میں مذہبی تقریبات کر رہے تھے اور دعویٰ جائیداد پر واقع دھرم شالہ کا استعمال کر رہے تھے۔انہوں نے ایک 'G' کی خدمات حاصل کی تھیں جو مندر کے لئے پجاری کے طور پر کام کرتا تھا۔۔'G' کی موت کے بعد اس کی بیوی اور بیٹے، یہاں مدعا علیہان نے جائیداد کی ملکیت کا دعوی کرنا شروع کر دیا۔اس لیے سماج نے دسمبر 1945 میں جواب دہندگان کے خلاف اپنے حق کے اعلان کے لیے ایک نمائندہ مقدمہ دائر کیا۔انہوں نے اس مقدمے میں یہ بھی دعوی کیا کہ وہ اپنے مذہبی کاموں کو جاری رکھنے اور دھرم شالہ کا استعمال کرنے کے حقدار ہیں جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔جواب دہندگان نے دعوی کیا کہ دعویٰ جائیداد 'G' کی ملکیت تھی اور سماج کو دعویٰ جائیداد میں کوئی حق، ملکیت یا دلچسپی نہیں تھی۔ مقدمہ سماج کے حق میں منظور کیا گیا۔یہ خاص طور پر قرار دیا گیا تھا کہ 'G' اور جواب دہندگان محض پجاری تھے۔ڈگری کے خلاف جواب

دہندگان نے اپیل دائر کی۔ اس اپیل کی اجازت دی گئی۔ اس کے بعد سماج نے دوسری اپیل دائر کی۔ دوسری اپیل کی اجازت 1948 میں دی گئی۔ ٹرائل عدالت کی ڈگری کو عدالت عالیہ نے بحال کیا اور یہ حتمی ہو گیا۔

چونکہ جواب دہندگان نے دوبارہ اپنے حق کا دعوی کرنا شروع کر دیا، اس لیے جائیداد پر قبضہ کے لیے دوسرا مقدمہ دسمبر 1960 میں دائر کیا گیا۔ اس مقدمے میں اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ پہلے مدعاعلیہ نے 31 اکتوبر 1948 کو نوکرنامہ پر عمل درآمد کیا، کہ انہوں نے اپنے تمام کاغذات کھو دیے تھے۔ مقدمے میں اپیل گزاروں نے سابقہ مقدمے میں فیصلے کی ایک عام کاپی اور اس مقدمے میں ڈگری کی مصدقہ نقل پر انحصار کیا۔ نوکرنامہ بھی کھو گیا تھا اور اس کے بارے میں صرف زبانی ثبوت پیش کیے گئے تھے۔ مدعاعلیہ/مدعاعلیہان نے ایک بار پھر متوفی 'G' کے قانونی وارثوں کے طور پر ملکیت کا دعوی کیا۔ جواب دہندگان نے یہ بھی دعوی کیا کہ وہ اور ان کے پیشرو یعنی G طویل عرصے سے کھلے، منفی اور دشمنانہ قبضے میں تھے اور کسی بھی صورت میں انہوں نے منفی قبضے سے خطاب حاصل کیا تھا۔

ٹرائل عدالت نے سابقہ کارروائی کے فیصلے پر بھروسہ کیا اور فیصلہ دیا کہ جائیداد کا حق سماج کے پاس ہے۔ یہ نوٹ کیا گیا کہ یہ پہلے سے ہی قرار دیا گیا تھا کہ مدعاعلیہان اور ان کے پیشرو صرف پجاریوں کے طور پر دعویٰ جائیداد پر تھے۔ ٹرائل عدالت نے زبانی شواہد کو قبول کیا اور فیصلہ دیا کہ یہ ثابت ہوا ہے کہ نوکرنامہ پر عمل درآمد کیا۔ یہ مؤقف اختیار کیا گیا کہ سابقہ فیصلہ جواب دہندگان پر پابند تھا اور یہ کہ اس مقدمے کو آرڈر 2 قاعدہ 2 مجموعی ضابطہ دیوانی کے ذریعے روکا نہیں گیا تھا۔ یہ مؤقف اختیار کیا گیا کہ مقدمہ وقت کے اندر تھا اور یہ کہ جواب دہندگان منفی قبضہ ثابت کرنے کے قابل نہیں تھے۔

جواب دہندگان کی طرف سے دائر اپیلوں کو ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے اجازت دی گئی۔ اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ پہلے کا فیصلہ ایک عوامی دستاویز ہونے کی وجہ سے صرف ایک مصدقہ نقل ثبوت میں پیش کی جاسکتی تھی۔ اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ پہلے کے فیصلے کو ثابت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ثبوت میں صرف ایک عام کاپی پیش کی گئی تھی، اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ سماج اپنا حق ثابت کرنے میں ناکام رہی اور نوکرنامہ ثابت نہیں ہوا۔ اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ جواب دہندگان یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہے ہیں کہ 'G' اور جواب دہندگان طویل عرصے سے قبضے میں تھے اور انہوں نے منفی قبضے سے حق کو مکمل کیا، اپیلٹ عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔

اپیل گزاروں نے دوسری اپیل دائر کی جسے مسترد کر دیا گیا۔ یہ قرار دیا گیا کہ پہلے کے فیصلے کی ایک عام نقل کو ثبوت میں داخل نہیں کیا جاسکتا تھا اور اس پر غور نہیں کیا جاسکتا تھا، کہ اپیل کنندگان مقدمے کی جائیداد پر اپنا حق ثابت کرنے میں ناکام رہے تھے؛ کہ نوکرنامہ ثابت نہیں ہوا تھا اور یہ کہ جواب دہندگان نے منفی قبضے سے حق حاصل کیا ہے۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے

حکم ہوا کہ: 1. ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 65 کی ذیلی شق (c) کے تحت، جہاں اصل گم ہو گیا ہے یا تباہ ہو گیا ہے، تب دستاویز کے مندرجات کا ثانوی ثبوت قابل قبول ہے۔ ذیلی شق (c) ذیلی شق (f) سے آزاد ہے۔ ثانوی ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ ایک عوامی دستاویز کا بھی، اگر ذیلی شق (c) کے تحت مقرر کردہ شرائط پوری ہو جائیں۔ اس طرح اگر عوامی دستاویز کا اصل گم ہو گیا ہے یا تباہ ہو گیا ہے تو عوامی دستاویز کا دوسرا ثبوت بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح پہلے کے فیصلے کی عام نقل ثبوت میں قابل قبول تھی اور اسے ٹرائل عدالت نے ایک نمائش کے طور پر صحیح طریقے سے نشان زد کیا تھا۔[375 C; D-G]

مسماۃ بی بی عائشہ و دیگراں بنام بہار سو بائی سنی مجلس او قاف و دیگراں، اے آئی آر (1969) عدالت عظمیٰ 253، پر انحصار کیا۔

2. جواب دہندگان پچھلی کارروائی کے فریق تھے۔ پہلے جواب دہندہ کی مناسب نمائندگی اس کی ماں دوسری جواب دہندہ نے کی تھی۔ پہلے کے مقدمے کا شدید مقابلہ ہوا تھا۔ اس لیے پہلے کا فیصلہ دونوں جواب دہندگان پر پابند تھا۔[375 C; D-G]

3. پہلے کے فیصلے میں یہ واضح طور پر قرار دیا گیا تھا کہ جائیداد کا حق اپیل گزاروں کے پاس ہے۔ یہ مانا گیا کہ 'G' اور جواب دہندگان محض پجاری تھے۔ اس فیصلے نے مئی 1948 میں حتمی شکل اختیار کر لی، جب دوسری اپیل میں ڈگری کی تصدیق ہوئی۔ اس طرح 7 مئی 1948 تک جواب دہندگان محض پجاریوں کے طور پر قبضے میں تھے۔ 'G' کے بذریعے حق کے ان کے دعوے کو ایک مجاز عدالت نے مسترد کر دیا تھا۔ یہ نتیجہ جواب دہندگان پر پابند تھا۔ پہلی اپیلٹ عدالت اور دوسری اپیلٹ عدالت دونوں اس بات کو تسلیم کرنے میں ناکام رہے کہ امر فیصل شدہ کے اصولوں پر جواب دہندگان کو مقدمے کی جائیداد پر اپیل کے حق سے انکار کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ انہیں یہ دعوی کرنے سے روک دیا گیا کہ انہوں نے جی کے بذریعے منفی قبضے سے حق حاصل کیا ہے۔ دونوں عدالت عالیان یہ سمجھنے میں ناکام رہیں کہ یہ جواب دہندگان پر الزام لگانا اور یہ ظاہر کرنا تھا کہ 7 مئی 1948 کے بعد ان کا قبضہ منفی ہو گیا۔ استدعاوں میں منفی قبضے کا دعوی اس دعوے پر مبنی ہے کہ 'G' مالک کے طور پر قبضے میں تھا۔ کہیں بھی یہ استدعا نہیں کی گئی کہ 7 مئی 1948 کے بعد قبضہ منفی ہو گیا۔ جواب دہندگان کے ثبوت میں، کہیں بھی یہ دعوی نہیں کیا گیا تھا کہ 1948 کے بعد جواب دہندگان یا ان میں سے کسی نے منفی قبضے کے ذریعے حق کو مکمل کیا تھا۔[376 A-D]

4. نیچے دی گئی دونوں اپیلٹ عدالت عالیان نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ اپیل کنندگان حق ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں اور یہ کہ جواب دہندگان نے منفی قبضے سے حق قائم کیا ہے۔ اس کے برعکس پہلے کے مقدمے میں

ڈگری نے اپیل گزاروں کا حق قائم کیا اور ظاہر کیا کہ جواب دہندگان محض پجاریوں کے طور پر قبضے میں تھے۔ تاریخ، وقت اور اس طریقے کے بارے میں کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں جس میں پجاری کے طور پر قبضہ کھلے، معاندانہ اور منفی میں تبدیل ہو گیا تھا، منفی قبضے کے دعوے کو برقرار نہیں رکھا جا سکا۔ ذیل کی دونوں اپیلٹ عدالت عالیان نے اپیل گزاروں کے مقدمے کو مسترد کرنے میں قانون اور حقائق دونوں کے لحاظ سے سنگین غلطی کی ہے۔

[376 E-F]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2937، سال 1989۔

دوسری اپیل نمبر 722، سال 1974 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 3.10.85 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزاروں کی طرف سے کے بی سنہا، محترمہ کنولجیت کوچر، ایس کے جین اور جے ڈی جین شامل ہیں۔

جواب دہندگان کی طرف سے ایس کے گمبھیر، ٹی این سنگھ، بی ایم شرما، انیل کے شرما اور اویناش سنہا۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس ایس این واریاوا نے سنایا۔

یہ اپیل 3 اکتوبر 1985 کے اس فیصلے کے خلاف ہے جس کے ذریعے اپیل کنندہ (یہاں) کی طرف سے دائر دوسری اپیل کو خارج کر دیا گیا ہے۔

مختصر طور پر بیان کردہ حقائق مندرجہ ذیل ہیں:

اپیل کنندگان دیواس کی مارواڑی کمہار سماج کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ مقدمہ نمائندہ حیثیت میں دائر کیا گیا تھا۔ مارواڑی کمہار سماج مندر میں مذہبی تقریبات منعقد کر رہی تھی اور دعویٰ جائیداد پر واقع دھرم شالہ کا استعمال کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک گنیشپوری کی خدمات حاصل کی تھیں جو پجاری کے طور پر کام کرتا تھا۔ مذکورہ گنیشپوری کا انتقال 11 فروری 1945 کو ہوا۔ گنیشپوری کا بیٹا (جو یہاں جواب دہندہ نمبر 1 ہے) اور گنیشپوری کی بیوی (جو یہاں جواب دہندہ نمبر 2 ہے) نے جائیداد کی ملکیت کا دعوی کرنا شروع کر دیا۔ لہذا سماج نے اپنے حق کے اعلان کے لیے دسمبر 1945 میں کسی وقت نمائندہ مقدمہ دائر کیا۔ انہوں نے اس مقدمے میں یہ بھی دعوی کیا کہ وہ اپنے مذہبی کاموں کو جاری رکھنے اور دھرم شالہ کا استعمال کرنے کے حقدار ہیں جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اس وقت پہلا جواب دہندہ نابالغ تھا۔ اس لیے اس کی نمائندگی اس کے سرپرست یعنی اس کی ماں نے کی۔ دوسرے جواب دہندہ پر بھی اس کی انفرادی حیثیت میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس مقدمے میں مدعا علیہان نے یہ دلیل پیش کی کہ دعویٰ جائیداد گنیش پوری کی ملکیت تھی۔ انہوں نے دعوی کیا کہ سماج کا دعویٰ جائیداد میں کوئی حق، حق یا دلچسپی نہیں ہے۔ یہ مقدمہ

سماج کے حق میں منظور کیا گیا۔ یہ خاص طور پر قرار دیا گیا تھا کہ گنیشپوری اور جواب دہندگان محض پجاری تھے۔ اس ڈگری کے خلاف جواب دہندگان نے اپیل دائر کی۔ اس اپیل کی اجازت دی گئی۔ سماج نے دیواس کی اس وقت کی عدالت عالیہ میں دوسری اپیل دائر کی۔ اس دوسری اپیل کی اجازت 7 مئی 1948 کو دی گئی۔ ٹرائل عدالت کی ڈگری عدالت عالیہ نے بحال کر دی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کچھ عرصے بعد جواب دہندگان نے دوبارہ اپنے حق کا دعوی کرنا شروع کر دیا۔ لہذا جائیداد کی ملکیت کے لیے موجودہ مقدمہ 7 دسمبر 1960 کو دائر کیا گیا تھا۔ اس مقدمے میں یہ دعوی کیا گیا تھا کہ پہلے مدعاعلیہ نے 31 اکتوبر 1948 کو نوکر نامے پر عمل درآمد کیا۔ اپیل کنندہ/مدعی اپنے تمام کاغذات کھو چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے پہلے کے مقدمے میں فیصلے کی ایک عام کاپی اور اس مقدمے میں ڈگری کی مصدقہ نقل پر انحصار کیا۔ نوکر نامہ بھی کھو گیا تھا اور اس کے بارے میں صرف زبانی ثبوت پیش کیے گئے تھے۔ مدعاعلیہان نے دوبارہ دعوی کیا کہ گنیش پوری دعویٰ جائیداد کا مالک تھا۔ انہوں نے اس کے وارثوں کے طور پر دعویٰ جائیداد کے حق کا دعوی کیا۔ انہوں نے دعوی کیا کہ وہ اور ان کے پیشرو یعنی گنیشپوری طویل عرصے سے کھلے، مخالف اور دشمنانہ قبضے میں تھے اور کسی بھی صورت میں انہوں نے مخالف قبضے سے خطاب حاصل کیا تھا۔ انہوں نے دعوی کیا کہ قبضہ کے مقدمے کو آرڈر 2 قاعدہ 2 مجموعی ضابطہ دیوانی کی توضیعات کے ذریعے اتنا ہی روک دیا گیا تھا جتنا کہ پہلے کے مقدمے میں قبضہ کے لیے ریلیف کا دعوی کیا جانا چاہیے تھا اور نہ ہی کیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی دعوی کیا کہ مقدمے کو حد سے روک دیا گیا تھا۔

ٹرائل کورٹ نے مدعی/اپیل گزار کا مقدمہ قبول کیا اور 20 ستمبر 1968 کو مقدمہ درج کیا۔ ٹرائل عدالت نے سابقہ کارروائی کے فیصلے پر بھروسہ کیا اور فیصلہ دیا کہ جائیداد کا حق سماج کے پاس ہے۔ یہ نوٹ کیا گیا کہ یہ پہلے سے ہی قرار دیا گیا تھا کہ مدعاعلیہان اور گنیشپوری صرف پجاریوں کے طور پر دعویٰ جائیداد پر تھے۔ ٹرائل عدالت نے زبانی شواہد کو قبول کیا اور فیصلہ دیا کہ یہ ثابت ہوا ہے کہ نوکر نامے پر عمل درآمد کیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ دیا گیا کہ پہلے کا فیصلہ جواب دہندگان پر پابند تھا اور یہ کہ اس مقدمے کو آرڈر 2 قاعدہ 2 مجموعی ضابطہ دیوانی کے ذریعے روکا نہیں گیا تھا۔ یہ فیصلہ دیا گیا کہ مقدمہ وقت کے اندر تھا اور یہ کہ جواب دہندگان منفی قبضہ ثابت کرنے کے قابل نہیں تھے۔

پہلے اور دوسرے جواب دہندگان نے دو الگ الگ اپیلیں دائر کیں۔ ان دونوں اپیلوں کی اجازت یکم نومبر 1974 کے ایک مشترکہ فیصلے کے ذریعے دی گئی تھی۔ اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ پہلے کا فیصلہ ایک عوامی دستاویز ہونے کی وجہ سے صرف ایک مصدقہ نقل ثبوت میں پیش کی جا سکتی تھی۔ اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ پہلے کے فیصلے کو ثابت نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ثبوت میں صرف ایک عام کاپی پیش کی گئی تھی۔ اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ سماج اپنا

حق ثابت کرنے میں ناکام رہی ہے۔اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ نوکرنامہ ثابت نہیں ہوا۔اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ جواب دہندگان یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہے ہیں کہ گنیشپوری اور جواب دہندگان طویل عرصے سے قبضے میں تھے اور انہوں نے منفی قبضے سے حق کو مکمل کیا۔لہذا اپیلٹ عدالت نے مقدمہ خارج کردیا۔

اپیل گزاروں نے دوسری اپیل دائر کی جسے متنازعہ فیصلے سے مسترد کردیا گیا ہے۔متنازعہ فیصلے میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ پہلے کے فیصلے کی ایک عام نقل کو ثبوت میں داخل نہیں کیا جاسکتا تھا اور اس پر غور نہیں کیا جاسکتا تھا۔یہ فیصلہ کیا گیا کہ اپیل کنندگان دعویٰ جائیداد پر اپنا حق ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔یہ مانا گیا ہے کہ نوکرنامہ ثابت نہیں ہوا تھا۔یہ مانا جاتا ہے کہ جواب دہندگان نے منفی قبضے کے عنوان سے حاصل کیا ہے۔

یہ دیکھنا ہے کہ پہلی اور دوسری اپیلٹ عدالت عالیان اس بنیاد پر آگے بڑھی ہیں کہ فریقین کے درمیان پہلے کا فیصلہ ثابت نہیں ہوا تھا اور اس پر غور نہیں کیا جاسکا تھا۔انہوں نے اس بنیاد پر مؤقف اختیار کیا ہے کہ فیصلے کی ایک عام نقل ثبوت میں ناقابل قبول تھی۔دونوں عدالت عالیان نے اس بات پر غور کرنے سے انکار کردیا کہ آخرکار،مقابلے کے بعد،مجاز دائرہ اختیار کی عدالت عالیان نے کیا فیصلہ کیا تھا۔ایسا کرتے ہوئے دونوں عدالت عالیان نے اس حقیقت کو نظرانداز کردیا کہ جواب دہندگان نے اس بات سے انکار نہیں کیا تھا کہ اس سے پہلے ان کے خلاف اپیلوں کی طرف سے مقدمہ دائر کیا گیا تھا اور اس مقدمے میں بالآخر اپیلوں کے حق کی تصدیق کی گئی تھی۔اس بات سے انکار نہیں کیا گیا کہ 7 مئی 1948 کو اس وقت کی دیوانی عدالت عالیہ نے ٹرائل عدالت کی ڈگری کی تصدیق کی۔اس ڈگری کی ایک مصدقہ نقل کو بھی ثبوت میں نشان زد کیا گیا تھا۔دونوں عدالت عالیان نے اس حقیقت کو بھی نظرانداز کیا کہ جواب دہندگان یہ دعوی نہیں کررہے تھے کہ جو کاپی پیش کی گئی تھی وہ صحیح کاپی نہیں تھی۔جواب دہندگان محض یہ دعوی کررہے تھے کہ پہلے کا فیصلہ انہیں پابند نہیں کرتا تھا۔یہ بھی نوٹ کرنا ضروری ہے کہ دونوں عدالت عالیان نے اپیل کنندہ/مدعی کے معاملے پر یقین نہیں کیا ہے کہ اصل کاپی اب عدالت ریکارڈ میں دستیاب نہیں تھی اور مصدقہ نقل جو اپیل کنندگان نے حاصل کی تھی گم ہوگئی تھی۔دونوں اپیلٹ عدالت عالیان نے صرف ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 65 کی ذیلی شق (f) پر انحصار کیا اور کہا کہ چونکہ فیصلہ ایک عوامی دستاویز ہے،اس لیے اسے صرف فیصلے کی مصدقہ نقل سے ثابت کیا جاسکتا ہے اور کوئی دوسری قسم کا ثانوی ثبوت قابل قبول نہیں ہے۔یہ مؤقف اختیار کرنے کے بعد کہ پہلے کے فیصلے کو دونوں عدالت عالیان میں نہیں دیکھا جاسکتا،پھر اپیل گزاروں پر دوبارہ اپنا حق ثابت کرنے کا سخت بوجھ ڈالا اور کہا کہ اپیل گزاروں نے اپنا حق ثابت نہیں کیا تھا۔اس کے بعد دونوں عدالت عالیان نے فیصلہ دیا کہ گنیشپوری اور مدعاعلیہان طویل عرصے سے قبضے میں تھے اور انہوں نے منفی قبضے سے حق حاصل کیا تھا۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ نہ تو پہلی اپیلٹ عدالت اور نہ ہی دوسری اپیلٹ عدالت نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جواب دہندگان 7 مئی 1948 سے اپنے قبضے کی وجہ سے منفی قبضہ ثابت کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

ہمارے خیال میں، نیچے دی گئی دونوں عدالت عالیان نے اس نتیجے پر پہنچنے میں قانون اور حقائق پر غلطی کی ہے۔نیچے دی گئی دونوں عدالت عالیان نے بعد میں بیان کردہ وجوہات کی بنا پر مکمل طور پر غلط نقطہ نظر اپنایا ہے۔

ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 65 مندرجہ ذیل ہے:

"65. ایسے معاملات جن میں دستاویزات سے متعلق ثانوی ثبوت دیے جا سکتے ہیں۔-درج ذیل معاملات میں کسی دستاویز کے وجود، حالت یا مواد کا ثانوی ثبوت دیا جا سکتا ہے۔-

(a) جب اصل دکھایا جاتا ہے یا قبضہ یا طاقت میں ظاہر ہوتا ہے-

اس شخص کا جس کے خلاف دستاویز کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یا کسی ایسے شخص کا جو عدالت عمل کی پہنچ سے باہر ہے، یا اس کے تابع نہیں ہے، یا

کسی بھی شخص کا جو قانونی طور پر اسے پیش کرنے کا پابند ہو،

اور جب دفعہ 66 میں مذکور نوٹس کے بعد ایسا شخص اسے پیش نہیں کرے گا۔

(b) جب اصل کے وجود، حالت یا مواد کو اس شخص کے ذریعے تحریری طور پر تسلیم کیا گیا ہو جس کے خلاف یہ ثابت کیا گیا ہو یا اس کے نمائندے کے ذریعے مفاد میں ہو؛

(c) جب اصل کو تباہ کر دیا گیا ہو یا گم ہو گیا ہو، یا جب فریق اس کے مندرجات کا ثبوت پیش کر رہا ہو، کسی اور وجہ سے جو اس کے اپنے ڈیفالٹ یا غفلت سے پیدا نہیں ہوتا ہے، اسے مناسب وقت پر پیش نہیں کر سکتا ہے۔

(d) جب اصل ایسی نوعیت کا ہو کہ آسانی سے حرکت پذیر نہ ہو۔

(e) جب اصل دفعہ 74 کے معنی میں ایک عوامی دستاویز ہو۔

(f) جب اصل ایک دستاویز ہو جس کی مصدقہ نقل کو اس ایکٹ کے ذریعے، یا (ہندوستان) میں نافذ کسی دوسرے قانون کے ذریعے، ثبوت میں دینے کی اجازت ہو۔

(g) جب اصل متعدد اکاؤنٹس یا دیگر دستاویزات پر مشتمل ہوں جن عدالت میں آسانی سے جانچ نہیں کی جا سکتی، اور فراہم کی جانے والی حقیقت پورے مجموعہ کا عمومی نتیجہ ہو۔

معاملات (a)، (c) اور (d) میں، دستاویز کے مندرجات کا کوئی ثانوی ثبوت قابل قبول ہے۔

صورت (b) میں تحریری داخلہ قابل قبول ہے۔

صورت (e) یا (f) میں، دستاویز کی مصدقہ نقل، لیکن کوئی دوسری قسم کا ثانوی ثبوت قابل قبول نہیں ہے۔

صورت (g) میں، دستاویزات کے عمومی نتائج کے بارے میں کوئی بھی شخص ثبوت دے سکتا ہے جس نے ان کی جانچ پڑتال کی ہو، اور جو اس طرح کے دستاویزات کی جانچ میں ماہر ہو۔

اس طرح یہ دیکھنا ہے کہ دفعہ 65 کی ذیلی شق (c) کے تحت، جہاں اصل گم ہو گیا ہے یا تباہ ہو گیا ہے، تب دستاویز کے مندرجات کا ثانوی ثبوت قابل قبول ہے۔ ذیلی شق (c) ذیلی شق (f) سے آزاد ہے۔ ثانوی ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ ایک عوامی دستاویز کا بھی، اگر ذیلی شق (c) کے تحت مقرر کردہ شرائط پوری ہو جائیں۔ اس طرح اگر عوامی دستاویز کا اصل گم ہو گیا ہے یا تباہ ہو گیا ہے تو ثانوی ثبوت عوامی دستاویز کا بھی دیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ قانون ہے جو اس عدالت نے مسماۃ بی بی عائشہ و دیگراں بنام بہار سو بائی سنی مجلس اوقاف و دیگراں، اے آئی آر (1969) سپریم کورٹ 253 میں مقرر کیا ہے۔ اس معاملے میں اندراج شدہ مقرری پٹہ نامہ کو الگ کرنے اور جائیدادوں کی ملکیت کی بحالی کے لیے مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ یہ مقدمہ ایک وقف کی جانب سے دائر کیا گیا تھا۔ اصل وقف نامہ گم ہو گیا اور وقف دستاویز کی ایک عام نقل ثبوت کے طور پر پیش کی گئی۔ سوال یہ تھا کہ کیا ایک عام نقل ثبوت میں قابل قبول ہے اور کیا ثانوی ثبوت کو عوامی دستاویز کی قیادت کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 65 شق (a) اور (c) کے تحت ثانوی ثبوت قابل قبول ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ کوئی مقدمہ شق (a) یا (c) اور (f) دونوں کے تحت آتا ہے جس صورت میں ثانوی ثبوت قابل قبول ہو گا۔ یہ قرار دیا گیا کہ شق (a) اور (c) شق (f) سے آزاد ہیں اور اس لیے ایک عام نقل بھی قابل قبول ہو گی۔ جیسا کہ کیس کے اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اصل عدالتی ریکارڈ میں اب دستیاب نہیں تھا اور مصدقہ نقل گم ہو گئی تھی، اس پر یقین نہیں کیا گیا ہے۔ اس طرح پہلے کے فیصلے کی عام نقل ثبوت میں قابل قبول تھی اور اسے ٹرائل عدالت نے ایک نمائش کے طور پر صحیح طریقے سے نشان زد کیا تھا۔

اس معاملے میں یہ اضافی عنصر ہے کہ اس طرح کا فیصلہ ہونے کی حقیقت سے انکار نہیں کیا گیا تھا۔ جواب دہندگان نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو کاپی پیش کی گئی تھی وہ صحیح کاپی نہیں تھی۔ پہلے مدعاعلیہ نے صرف یہ استدعا کی تھی کہ پہلے کا فیصلہ اس پر پابند نہیں تھا۔ جواب دہندگان پچھلی کارروائی کے فریق تھے۔ پہلے جواب دہندہ کی مناسب نمائندگی اس کی ماں دوسرے جواب دہندہ نے کی تھی۔ پہلے کے مقدمے کا شدید مقابلہ ہوا تھا۔ اس لیے پہلے کا فیصلہ دونوں جواب دہندگان پر پابند تھا۔ پہلے کے فیصلے میں یہ واضح طور پر قرار دیا گیا تھا کہ جائیداد کا حق اپیل گزاروں کے پاس ہے۔ یہ مانا گیا کہ گنیشپوری اور جواب دہندگان محض پجاری تھے۔ اس فیصلے کو 7 مئی 1948 کو حتمی شکل ملی،

جب دوسری اپیل میں ڈگری کی تصدیق ہوئی۔اس طرح 7 مئ 1948 تک جواب دہندگان محض پجاریوں کے طور پر قبضے میں تھے۔ گنیشپوری کے بذریعے حق کے ان کے دعوے کوایک مجاز عدالت نے مسترد کر دیا تھا۔ یہ نتیجہ جواب دہندگان پر پابند تھا۔ پہلی اپیلٹ عدالت اور دوسری اپیلٹ عدالت دونوں اس بات کو تسلیم کرنے میں ناکام رہیں کہ امر فیصل شدہ کے اصولوں پر جواب دہندگان کو مقدمے کی جائیداد پر اپیل کے حق سے انکار کرنے سے روک دیا گیا تھا۔انہیں یہ دعوی کرنے سے روک دیا گیا کہ انہوں نے گنیشپوری کے بذریعے منفی قبضے سے خطاب حاصل کیا تھا۔دونوں عدالت عالیان یہ سمجھنے میں ناکام رہیں کہ یہ جواب دہندگان پر تھا کہ وہ الزام لگائیں اور دکھائیں کہ 7 مئ 1948 کے بعد ان کا قبضہ منفی ہو گیا۔استدعاوں میں منفی قبضے کا دعوی اس دعوے پر مبنی ہے کہ گنیشپوری مالک کے طور پر قبضے میں تھا۔ یہ کہیں بھی استدعا نہیں کی گئی ہے کہ 7 مئ 1948 کے بعد قبضہ منفی ہو گیا۔ ہم نے جواب دہندگان کے ثبوت بھی پڑھ لیے ہیں۔ کہیں بھی یہ دعوی نہیں کیا گیا ہے کہ 1948 کے بعد جواب دہندگان یا ان میں سے کسی نے منفی قبضے کے ذریعے حق کو مکمل کیا تھا۔ٹرائل عدالت نے اس حقیقت کو صحیح طریقے سے سراہا۔نیچے دی گئی دونوں اپیلٹ عدالت عالیان نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ اپیل کنندگان حق ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں اور جواب دہندگان نے منفی قبضے سے حق قائم کیا ہے۔اس کے برعکس پہلے کے مقدمے میں ڈگری نے اپیلوں کا حق قائم کیا اور یہ ظاہر کیا کہ جواب دہندگان محض پجاریوں کے طور پر قبضے میں تھے۔تاریخ، وقت اور اس طریقے کے بارے میں کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں جس میں پجاری کے طور پر قبضہ کھلے، معاندانہ اور منفی میں تبدیل ہو گیا تھا، منفی قبضے کے دعوے کو برقرار نہیں رکھا جا سکا۔ ہمارے خیال میں درج ذیل دونوں اپیلٹ عدالت عالیان نے اپیل گزاروں کے مقدمے کو مسترد کرنے میں قانون اور حقائق دونوں کے لحاظ سے سنگین غلطی کی ہے۔

ان حالات میں یکم نومبر 1974 کی پہلی اپیلٹ عدالت کے فیصلوں اور 3 اکتوبر 1985 کے متنازعہ فیصلے کو مسترد کرنے کی ضرورت ہے۔20 ستمبر 1968 کی ٹرائل عدالت کی ڈگری بحال کر دی گئی ہے۔اپیل اسی کے مطابق نمٹائی جاتی ہے۔اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہو گا۔

بنام۔ایم۔ **اپیل نمٹادی گئی۔**

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:18
I am the author of this document